بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

جوازُ الاحتفال

بِ

میلادِ صاحب الجمال

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

شیخ الحدیث والتفسیر

پیر سائیں **غلام رسول قاسمی** قادری نقشبندی

دامت برکاتہم العالیہ

مکتبہ رحمۃ للعالمین

نزد NIB بینک سیٹھی پلازہ اسلحہ والی گلی بلاک 5 سرگودھا

0300-6004816--048-3215204--0303-7931327

بحضورآمرونا ہی ﷺ

ہم پاک نبی کی یادوں کو سینے میں بسایا کرتے ہیں
جب یار کی باتیں ہوتی ہیں تو کیف اٹھایا کرتے ہیں

وہ خود میلاد مناتے تھے ہر پیر کو روزہ رکھتے تھے
ہم اس لئے سرورِ عالم کا میلاد منایا کرتے ہیں

لکھا ہے بخاری کے اندر صلوٰاتِ خدا کا یہ معنی
وہ اُن کی ثناء خوانی کے لئے محفل کو سجایا کرتے ہیں

بولہب نے بھی جس انگلی سے اُن کا میلاد منایا تھا
اب تک اُس انگلی سے اُس کو کچھ آب پلایا کرتے ہیں

آقا کی مدینے آمد پر اِک نعت پڑھی تھی بچیوں نے
ہم اس لئے اُن کی ثناء خوانی بچوں کو سکھایا کرتے ہیں

آپس میں صحابہ کرتے تھے سرکار کی صورت کی باتیں
ہم سیرت صورت دونوں کو آپس میں ملایا کرتے ہیں

رب کے احسانوں کے بدلے میں شکر بجانا واجب ہے
اُن کے میلاد کی صورت میں ہم شُکر بجایا کرتے ہیں

پڑھیے حاجی امداد اللہ کیا خوب وضاحت کرتے ہیں
میلاد کی محفل میں جا کر وہ لطف اٹھایا کرتے ہیں

ایمان غلام رسول کا ہے مغفور ہوئے انشاء اللہ
جو لوگ محبت سے اُن کا میلاد منایا کرتے ہیں

☆......☆......☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلَی الۡمَبۡعُوۡثِ رَحۡمَۃً لِّلۡعَالَمِیۡن

وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ اَجۡمَعِیۡن اَمَّا بَعۡد

محافلِ میلادِ مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء کا منعقد کرنا شرعاً مستحب ہے۔ کسی مستحب کام کے لیے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت نص کا پایا جانا ضروری نہیں ہوتا۔ قطعیت کے ساتھ ثابت ہونے والا حکم تو فرض ہوتا ہے۔ مستحب کام کے لیے قرآن کا سرسری حکم اور اشارہ کافی ہوتا ہے۔ یا پھر مستحب کام کے ثبوت کے لیے حدیث ضعیف بھی کافی ہوتی ہے۔ اور اگر قرآن وسنت میں کوئی ثبوت نہ مل رہا ہو تو اس کے لیے محض علماء ومشائخ کا اس کو اچھا سمجھنا کافی ہوتا ہے۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ جس کام کو مومن اچھا سمجھیں وہ اللہ کو بھی اچھا لگتا ہے۔ مَارَاٰہُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَسَناً فَھُوَ عِنۡدَ اللّٰہِ حَسَنٌ (مؤطا امام محمد صفحہ ۱۴۴)۔

بہت سے علماء نے اسے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ تک موقوف لکھا ہے۔ کچھ بھی ہو احناف علیہم الرحمۃ نے اس سے استحباب اخذ فرمایا ہے ولا شک فیہ۔

جو لوگ میلاد کے ثبوت کے لیے قران کی قطعی الدلالت آیت یا تصریح اور عبارت کا مطالبہ کرتے ہیں، انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ دلیل ہمیشہ دعوے کے مطابق طلب کی جاتی ہے ہمیں ان لوگوں کے نالائق ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اب ہمارے دعوے کے مطابق قرآن وسنت اور علماء ومشائخ کے اقوال وتعامل سے دلائل ملاحظہ فرمایئے۔

نفسِ میلاد کے جواز پر دلائل

(۱) ارشادِ باری تعالیٰ ہے: قُلۡ بِفَضۡلِ اللّٰہِ وَ بِرَحۡمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلۡیَفۡرَحُوۡا یعنی فرمادو کہ اللہ کے فضل اور اسکی رحمت کا موقع ہو تو اس چیز پر فرحت منایا کرو (یونس: ۵۸)۔

اس آیت میں اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشیاں منانے کا حکم ہے۔ نبوت اللہ کا فضل بھی ہے اور نبی کریم ﷺ اللہ کی رحمت بھی ہیں۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر خوشی منانا اس آیت کی دلالت سے ثابت ہوا۔ آیت میں ذٰلِکَ کا اشارہ واحد ہے۔ حالانکہ اس کا مشارٌ الیہ دو چیزیں ہیں۔ فضل اور رحمت۔ یہ اس بات کا بہترین قرینہ ہے کہ فضل اور رحمت کے الفاظ کو محبوب کریم ﷺ کی اکیلی ذات پر چسپاں کیا جائے کیونکہ آپ ﷺ اللہ کا فضل بھی ہیں اور رحمت بھی۔

(۲) اللہ کریم نے فرمایا: وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ یعنی اور اپنے رب کی نعمت کو بیان

کرو (الضحیٰ:11)۔

اس آیت میں اللہ کی نعمت کو بیان کرنے کا حکم ہے۔ نبی کریم ﷺ اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہیں۔ لہٰذا اس نعمت کو بیان کرنا بھی اس آیت کی دلالت سے بدرجۂ اولیٰ ثابت ہوا۔

قرآن شریف کی آیت اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ کُفْرًا (سورۃ ابراہیم:28) کی تفسیر میں سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: ھُمْ وَاللّٰہِ کُفَّارُ قُرَیْشٍ، قَالَ عَمْرٌو ھُمْ قُرَیْشٌ وَ مُحَمَّدٌ نِعْمَتُ اللّٰہِ یعنی اللہ کی نعمت کو بدلنے والوں سے مراد قریش کے کفار ہیں اور حدیث کے راوی عمرو فرماتے ہیں کہ وہ قریش تھے اور اللہ کی نعمت سے مراد محمد ﷺ ہیں (بخاری حدیث: 3977، 4700)۔

(3) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَاشْکُرُوْا لِیْ وَلَا تَکْفُرُوْنِ یعنی میرا شکر ادا کرو اور میری نعمت کی ناشکری مت کرو (البقرہ:152)۔

محبوب کریم ﷺ کی تشریف آوری سب سے بڑی نعمت ہے۔ اس نعمت پر شکر ادا کرنا بھی اس آیت کی دلالت سے ثابت ہے۔

(4) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْہِمْ رَسُوْلًا یعنی یقیناً اللہ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا ہے کہ اُن میں عظمت والا رسول بھیجا (آل عمران:164)۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کے حلقہ میں تشریف لائے اور فرمایا: تم لوگ یہاں کس وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا ہم اللہ کا ذکر کر رہے ہیں، اور اس کا شکر ادا کر رہے ہیں کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور آپ کے ذریعے ہم پر احسان کیا وَمَنَّ عَلَیْنَا بِکَ فرمایا: کیا اللہ کی قسم واقعی تم اسی وجہ سے بیٹھے ہو؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی قسم صرف اسی وجہ سے بیٹھے ہوئے ہیں، فرمایا میں نے تم سے اللہ کی قسم اس لیے نہیں اٹھوائی کہ میں تم پر الزام لگا رہا تھا، بلکہ میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے ہیں اور مجھے خبر دی ہے کہ اللہ عزوجل تم لوگوں کی وجہ سے فرشتوں میں فخر کر رہا ہے (مسند احمد 4/144، طبرانی کبیر حدیث: 16057)۔

یہ حدیث مسلم، ترمذی اور نسائی میں بھی موجود ہے، لیکن وہاں ھَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَیْنَا بِہٖ کے الفاظ موجود ہیں (مسلم حدیث: 6857، ترمذی حدیث: 3379، نسائی حدیث: 5440)۔ ان الفاظ کا نتیجہ اور رمز آل بھی نبی کریم ﷺ ہی کے ذریعے سے احسان ہے۔

(5) حدیث شریف میں ہے کہ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ الْاِثْنَیْنِ فَقَالَ فِیْہِ وُلِدْتُ وَفِیْہِ اُنْزِلَ عَلَیَّ یعنی رسول اللہ ﷺ سے سوموار کا روزہ رکھنے کی وجہ پوچھی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں

اس دن پیدا ہوا تھا، اور اس دن مجھ پر قرآن کا نزول (شروع) ہوا تھا (مسلم ۱ / ۳۶۸)۔

اس حدیث شریف میں میلاد منانے کی تصریح موجود ہے۔ وہ بھی سالانہ یا ماہانہ نہیں بلکہ ہر ہفتے۔

(۶) وَثُوَیْبَۃُ مَوْلَاۃٌ لِاَبِیْ لَھَبٍ کَانَ اَبُوْ لَھَبٍ اَعْتَقَھَا فَاَرْضَعَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَھَبٍ اُرِیَہٗ بَعْضُ اَھْلِہٖ بِشَرِّ حِیْبَۃٍ قَالَ لَہٗ مَاذَا لَقِیْتَ قَالَ اَبُوْ لَھَبٍ لَمْ اَلْقَ بَعْدَکُمْ خَیْرًا غَیْرَ اَنِّیْ سُقِیْتُ فِیْ ھٰذِہٖ بِعِتَاقَتِیْ ثُوَیْبَۃَ یعنی ثویبہ ابولہب کی لونڈی تھیں جنہیں ابولہب نے (نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں انگلی کے اشارے سے) آزاد کر دیا تھا۔ پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔ جب ابولہب مر گیا تو وہ اپنے گھر کے ایک فرد (حضرت عباس رضی اللہ عنہ) کو خواب میں ملا۔ اُنہوں نے پوچھا تیرا کیا حال ہے۔ اس نے کہا: جب سے یہاں آیا ہوں برا حال ہے مگر ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے مجھے اس انگلی میں سے پانی ملتا رہتا ہے (بخاری ۲ / ۷۶۴)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ میلاد پر خوشی منانا اللہ کریم کو اتنا پسند ہے کہ ابولہب جیسے کافر کو بھی اس پر کچھ نہ کچھ اجر مل رہا ہے۔ اور اگر ایک کافر کو اس پر اجر مل رہا ہے تو مسلمان کو اس کا اجر بدرجۂ اولیٰ ملے گا۔ واضح رہے کہ علامہ ابنِ حجر رحمہ اللہ تعالیٰ نے فتح الباری میں اور ملا علی قاری نے المورد الروی میں ان حدیثوں سے میلاد کے حق میں استدلال کیا ہے۔

(۷) جامع ترمذی میں ایک باب کا نام یہ ہے: باب ما جاء فی میلاد النبی ﷺ اس باب میں ایک حدیث ہے اور وہ اس طرح ہے۔ پڑھیے اور ایمان تازہ کیجیے۔

سَأَلَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ قُبَاثَ ابْنَ اَشْیَمَ اَخَا بَنِیْ یَعْمَرَ بْنِ لَیْثٍ اَنْتَ اَکْبَرُ اَمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَکْبَرُ مِنِّیْ وَاَنَا اَقْدَمُ مِنْہُ فِی الْمِیْلَادِ یعنی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قباث ابن اشیم رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ بڑے ہیں۔ انہوں نے فرمایا رسول اللہ ﷺ مجھ سے بڑے ہیں۔ مگر میں پہلے پیدا ہوا تھا (ترمذی ۲ / ۲۰۳)۔

اولاً: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان آپس میں مذاکرۂ میلاد کرتے تھے۔

ثانیاً: اس حدیث میں محبوب کریم ﷺ کے ادب کی زبردست تعلیم موجود ہے کہ صحابی نے عمر میں زیادہ ہونے کے باوجود خود کو بڑا نہیں کہا بلکہ نہایت سلیقے سے بات کی ہے۔

ثالثاً: ترمذی کا یہ باب بتا رہا ہے کہ لفظ میلاد النبی ﷺ کوئی نیا لفظ نہیں، اور چودھویں صدی کی پیداوار نہیں۔

(۸) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرے پاس اپنے میلاد کا ذکر فرمایا تَذَاکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَ اَبُوْ بَکْرٍ مِیْلَادَھُمَا

عِندِیْ، رسول اللہ ﷺ ابوبکر سے بڑے تھے (طبرانی کبیر حدیث:۲۸)۔اس حدیث کو ہیثمی نے مجمع الزوائد میں نقل فرمایا ہے اور فرمایا اِسنَادُہٗ حَسَنٌ (مجمع الزوائد ۹/۶۰)۔

احتفال پر مزید دلائل

(۱) اللہ کریم جل شانہٗ نے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو عالمِ ارواح میں جمع فرما کر ان سے وعدہ لیا کہ جب میں آپ لوگوں کو کتاب وحکمت دوں، اور پھر آپ لوگوں کی طرف شان والا رسول آ جائے جو آپ کے پاس والی چیز کی تصدیق کرے تو آپ اس پر ضرور ایمان لانا، اور اس کی مدد ضرور کرنا۔ قرآن کے اصل الفاظ یہ ہیں: وَاِذْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ النَّبِیّٖنَ لَمَآ اٰتَیْتُکُمْ مِّنْ کِتٰبٍ وَّ حِکْمَۃٍ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَکُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِہٖ وَلَتَنْصُرُنَّہٗ (آلِ عمران:۸۱)۔

مفسرین نے اس آیت کے دو معنی بیان فرمائے ہیں۔ ایک یہ کہ ہر نبی سے اس کے بعد والے نبی کے حق میں وعدہ لیا گیا تھا۔ اگر یہ معنی لیا جائے تو پھر بھی ہمارے نبی کریم ﷺ کے حق میں وعدہ لیا جانا ثابت ہوا۔ چنانچہ منکرینِ میلاد کے ایک بزرگ خود تسلیم کرتے ہیں کہ جب حضور ﷺ کی رسالت دلائل سے ثابت ہے تو لامحالہ آپ اس عہد کے مضمون میں داخل ہیں۔ (حاشیہ بیان القرآن صفحہ ۵۳) اور یہی بات ان کے ایک اور عالم نے حاشیہ عثمانی صفحہ ۱۰۳ پر لکھی ہے۔

مفسرین نے دوسرا معنی یہ بیان فرمایا ہے کہ یہ وعدہ ہی سرے سے ہمارے نبی کریم ﷺ کے حق میں لیا گیا تھا۔ سیدنا علی المرتضیٰ اور سیدنا ابن عباس، قتادہ اور سدی رضی اللہ عنہم نے یہی معنی بیان فرمائے ہیں۔ اَخَذَ الْمِیْثَاقَ مِنَ النَّبِیِّیْنَ فِیْ اَمْرِ مُحَمَّدٍ ﷺ خَاصَۃً وَھُوَ قَوْلُ عَلِیٍّ وَابْنِ عَبَّاسٍ وَقَتَادَۃَ وَالسُّدِّی (خازن ۱/۲۶۷)۔

معروف درسی کتاب جلالین میں لکھا ہے کہ اس آیت میں ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ سے مراد نبی کریم ﷺ ہیں۔ ھُوَ مُحَمَّدٌ ﷺ (جلالین صفحہ ۵۵) یہی بات مدارک صفحہ ۲۶۸ وغیرہ پر لکھی ہے۔

خازن میں یہ بھی لکھا ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام اپنی اُمتوں سے وعدہ لیتے تھے کہ جب محمد ﷺ آ جائیں تو انکی مدد کرنا۔ یہ بات بے شمار مفسرین نے لکھی ہے (خازن جلد ۱ صفحہ ۲۶۸)۔ الغرض اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے دنیا میں جلوہ افروز ہونے سے متعلق تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی محفل منعقد کرنے کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ثُمَّ جَآءَ کُمْ رَسُوْلٌ سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ اس آیت کا تعلق نہ صرف ذکرِ مصطفی ﷺ سے ہے بلکہ میلادِ مصطفی ﷺ سے بھی ہے۔ اور پھر تمام انبیاء علیہم السلام کا اپنی اپنی اُمتوں سے محافلِ میلاد منعقد کرنا بھی بے شمار مفسرین نے صراحت سے بیان فرما دیا ہے۔

(۲) ایک اور آیت میں اللہ کریم نے فرمایا ہے: اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یعنی بے شک اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ پڑھتے ہیں (احزاب:۵۶)۔

امام بخاری علیہ الرحمہ نے ابو العالیہ تابعی رحمہ اللہ تعالیٰ کی حدیث نقل فرمائی ہے کہ اللہ کے اپنے حبیب ﷺ پر صلوٰۃ پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کی محفل میں اپنے حبیب ﷺ کی ثنا خوانی کرتا رہتا ہے۔ صَلٰوۃُ اللّٰہِ ثَنَائُہٗ عَلَیْہِ عِنْدَ الْمَلَائِکَۃِ (بخاری ۲/۷۰۷)۔

میلاد کو جشن میلاد کہنا

حدیث شریف میں ہے کہ جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لے گئے تو مدینہ کے حبشیوں نے آپ ﷺ کی تشریف آوری پر جشن کے طور پر چھوٹے چھوٹے نیزوں کے ذریعے کھیل کھیلا۔ حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں: لَعِبَتِ الْحَبَشَۃُ بِحِرَابِھِمْ فَرَحًا لِقُدُوْمِہٖ (ابوداؤد، مشکوٰۃ صفحہ ۵۴۷، الوفا صفحہ ۲۵۲)۔

ہم نے اس حدیث کے لفظ ''فرحاً'' سے جشن مراد لیا ہے۔ اور یہ آیت قرآنی ''فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا'' کو یاد رکھنے کا بہترین موقع ہے۔ اس آیت میں بھی ''فرحت'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

نکتے کی بات یہ ہے کہ شریعتِ مطہرہ میں مسرت جائز ہے۔ مگر فرحت کو عام حالات میں اللہ تعالیٰ نے ناپسند فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ (قصص:۷۶) اس لیے کہ اس میں مسرت سے بڑھ کر فخر و اباہت اور جشن کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ قرآن میں باقی ہر جگہ فرحت کی مذمت کی گئی ہے مگر صرف اور صرف اللہ کے فضل اور اس کی رحمت کے موقع پر فرحت منانے کا حکم ہوا ہے۔ ''فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا''

امام راغب اصفہانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: وَلَمْ یُرَخِّصْ فِی الْفَرَحِ اِلَّا فِیْ قَوْلِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا یعنی اللہ تعالیٰ نے ''فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا'' کے علاوہ کہیں فرحت کی اجازت نہیں دی (مفرداتِ راغب صفحہ ۳۸۹)۔ اور زیر بحث حدیث میں بھی ''فَرَحًا لِقُدُوْمِہٖ'' کے الفاظ ہیں۔ معلوم ہوا کہ خوشی منانے کا وہ انداز جو عام حالات میں مناسب نہیں وہ نبی کریم ﷺ کی تشریف آوری پر جائز ہے۔ اور وہ جشن ہی ہے۔ حتیٰ کہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نے حبشیوں کے کھیلنے سے ان کا رقص کرنا مراد لیا ہے۔ لَعِبَتْ اَیْ رَقَصَتْ (مرقاۃ ۱۱/۲۴۱)۔

فقیر عرض کرتا ہے کہ حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے رقص کا لفظ آج کل کے معروف معنی میں استعمال نہیں فرمایا۔ بلکہ جب دو کھلاڑی ایک دوسرے کی تلوار پر تلوار مار کر یا نیزہ پر نیزہ مار کر اچھل کود کا مظاہرہ کرتے ہیں تو اس اچھل کود کو جزوی مشابہت کی وجہ سے رقص کہا ہے اور الحمد للہ اہل سنت جائز اور ناجائز میں تمیز کرنا اچھی طرح جانتے ہیں۔

جلوس نکالنے اور نعرے لگانے کا ثبوت

حدیث شریف میں ہے کہ محبوب کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ شریف تشریف لائے تو اہلِ مدینہ طیبہ نے یوں استقبال کیا کہ مرد اور عورتیں مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور نوجوان وغلام طبقہ مختلف راستوں میں پھیل گیا، اور وہ لوگ نعرے لگا رہے تھے: یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ (مسلم شریف ۲/۴۱۹)۔

اس حدیث میں لوگوں کا چھتوں پر چڑھ جانا اور ہر طرف پھیل جانا جلوس کی مکمل شکل ہے، اور رسالت کے نعرے نورٌ علی نور ہیں اور ایسی حدیث کا صحیح مسلم میں منقول ہونا کرم بالائے کرم ہے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت عبد اللہ بن سلام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینہ شریف تشریف لائے تو لوگ امڈ پڑے اور میں خود بھی ان میں شامل تھا۔ اِنۡجَفَلَ النَّاسُ وَ کُنۡتُ فِیۡمَنۡ اَتیٰ (الوفا صفحہ ۲۵۳)۔ لوگوں کے اس انجفال (امڈ کر آجانے) میں جلوس کا مکمل حلیہ موجود ہے۔

یہ جلوس میلاد کا جلوس نہ سہی لیکن ایمانداری سے بتائیے کہ اس حدیث میں میلاد وغیرہ کے جلوسوں کا واضح ترین اشارہ موجود ہے کہ نہیں؟ اگر شراب کی حرمت سے ہیروئین کی حرمت نکل رہی ہے، اور اگر مکبر کے ثبوت سے لاؤڈ سپیکر کا ثبوت مل رہا ہے، بلکہ فقہاء کی عبارات میں سے معمولی سا جزیہ دستیاب ہو جانے سے بے شمار نئی باتوں کا جواز کھینچ لیا جاتا ہے، تو پھر ان حدیثوں کے ہوتے ہوئے جلوسِ میلاد کے جواز میں کیا شک وشبہ باقی رہ سکتا ہے۔ محبوب کریم ﷺ نے ہر سوموار کو روزہ رکھ کر اپنی امت کو میلاد کی راہ پر ڈال دیا ہے۔ البتہ خود اپنی ولادت پر جلوس نکالنا ایسی چیز ہے جس میں خود پسندی اور خود نمائی پائی جاتی ہے اور نبی کریم ﷺ ان چیزوں سے پاک ہیں۔ ایسے کام غلاموں کے اپنے کرنے کے ہوتے ہیں۔ اسکی بہت سی مثالیں شریعت سے دی جاسکتی ہیں۔ ایک واضح مثال استقبالِ مدینہ والی احادیث ہیں۔ مدینہ والوں کو نبی کریم ﷺ نے ہرگز یہ حکم نہیں دیا تھا کہ میرا استقبال ایسی شان وشوکت، ایسے کھیل، نعروں اور نعت خوانی سے کرنا۔ غلاموں نے از خود اسکا بندوبست کیا اور غلامی کا حق ادا کیا اور کرتے رہیں گے۔

جھنڈے لگانے کا ثبوت

سفرِ ہجرت کے دوران حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ اپنے ستر ساتھیوں کے ہمراہ مسلمان ہوئے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) آپ مدینہ شریف میں جھنڈے کے بغیر داخل نہیں ہوں گے۔ پھر انہوں نے اپنا عمامہ کھول ڈالا۔ اسے اپنے نیزے میں باندھا، اور نبی کریم ﷺ کی سواری کے آگے آگے چلتے ہوئے مدینہ میں داخل ہوئے۔ اصل الفاظ یہ ہیں: لَا تَدۡخُلُ الۡمَدِیۡنَةَ اِلَّا وَمَعَکَ لَوَاءٌ فَحَلَّ عِمَامَتَهٗ ثُمَّ شَدَّهَا فِیۡ رُمۡحٍ ثُمَّ مَشٰی بَیۡنَ یَدَیۡهِ (الوفا صفحہ ۲۴۷)۔

نعت خوانی کا ثبوت

نبی کریم ﷺ حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی خاطر مسجد میں منبر بچھواتے تھے اور وہ اس پر کھڑے ہو کر کفار کا مقابلہ کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ کی نعت پڑھا کرتے تھے (بخاری، مشکوۃ صفحہ ۴۱۰)۔ اور ہجرت کے موقع پر استقبال کرنے والی خواتین نے اور چھوٹے بڑے بچوں نے مل کر یہ نعت پڑھی:

طَلَعَ الْبُدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ

ہم پر چودھویں کا چاند نکلا ہے مکہ کے بارڈر والی پہاڑی سے

وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعِ

ہم پر شکر ادا کرنا واجب ہے قیامت تک کے لیے

اَيُّهَا الْمَبْعُوْثُ فِيْنَا جِئْتَ بِالْاَمْرِ الْمُطَاعِ

اے ہماری طرف مبعوث ہونے والے تو اطاعت کے قابل حکم لایا ہے

اَنْتَ شَرَّفْتَ الْمَدِيْنَه مَرْحَبًا يَا خَيْرَ دَاعِ

تو نے مدینہ کو شرف بخشا ہے اے اچھی دعوت والے خوش آمدید

فَلَبِسْنَا ثَوْبَ يَمَنٍ بَعْدَ تَلْفِيْقِ الرِّقَاعِ

آج ہم نے یمن کے کپڑے پہنے ہیں پہلے ہمارے کپڑے پھٹے پرانے تھے

فَعَلَيْكَ اللّٰهُ صَلّٰى مَا سَعٰى لِلّٰهِ سَاعِ

تجھ پر اللہ کی طرف سے درود ہو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے

تشریح: جب نبی کریم ﷺ ہجرت کر کے مدینہ شریف میں تشریف لے گئے تو عورتوں اور بچوں نے استقبال کے موقع پر یہ نعت پڑھی تھی۔ اس نعت شریف کے پہلے شعر میں نبی کریم ﷺ کے حسن و جمال کا ذکر ہے۔ دوسرے شعر میں حضور ﷺ کی آمد پر قیامت تک شکر ادا ہوتے رہنے کا ذکر ہے۔ تیسرے شعر میں شریعتِ اسلامیہ کی اہمیت کا ذکر ہے۔ چوتھے شعر میں مدینہ شریف کا حضور ﷺ کی وجہ سے مشرف ہونا اور آپ ﷺ کو خوش آمدید کہنا مذکور ہے۔ پانچویں شعر میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کے موقع پر اچھا اور پر تکلف لباس پہننے کا ذکر ہے۔ اور آخری شعر میں کھڑے ہو کر شعری درود شریف پڑھا گیا ہے۔

اور بنی نجار کی بچیوں نے الگ سے پڑھا:

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ   وَحَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ (الوفا صفحہ ۲۵۲)

ان شعروں میں پڑھا جا رہا تھا کہ ہم پر اللہ کا شکر اس وقت تک واجب ہے جب تک ایک شخص بھی دین کی دعوت دینے والا موجود ہے (یعنی قیامت تک)۔ اشارہ تو دور کی بات ہے، تصریح دستیاب ہوگئی کہ یہ منظر، یہ سماں اور یہ جشن قیامت تک جاری وساری رہے گا۔ آج دنیا بھر کے جلوسِ میلاد ''مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعٍ'' کی وسعت سے باہر نہیں بلکہ اسی کی عملی تصویر ہیں۔

ہجرت کا دن کونسا دن تھا

زہری سے روایت ہے کہ محبوب کریم ﷺ جس دن مدینہ منورہ پہنچے وہ دن سوموار کا تھا۔ بارہ تاریخ کی رات گزر چکی تھی اور ربیع الاول شریف کا مہینہ تھا۔ (الوفا ابن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۲۴۹)۔

اس حدیث سے معلوم ہوگیا کہ ہجرت اور میلاد کا مہینہ، تاریخ اور دن ایک ہی ہے۔ اس طرح واقعۂ ہجرت کے تمام معمولات کو میلاد پر محمول کر لینا یا قیاس کر لینا سہل بھی ہے اور جائز بھی۔

جب تک شریعت کسی کام سے منع نہ کرے وہ جائز ہے

قرآن کی بے شمار آیات مثلاً قَدْ فَصَّلَ لَکُمْ مَا حَرَّمَ عَلَیْکُمْ وغیرہ اور بے شمار احادیث مثلاً الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ (مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۷) وغیرہ سے ثابت ہے کہ ہر چیز اصل کے لحاظ سے مباح ہے۔ جب تک قرآن وسنت میں اسکی ممانعت نہ پائی جائے۔ لہٰذا میلاد سے روکنے والوں کو چاہیے کہ ہم سے اسکا ثبوت طلب کرنے کی بجائے خود اسکی ممانعت کا ثبوت فراہم کریں لا یا تو ن بدلیل۔

علماء اور اولیاء کے اقوال

برصغیر پاک وہند میں علمِ حدیث پھیلانے والی سب سے پہلی شخصیت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ہیں جو دسویں صدی میں گزرے ہیں۔ ان کے بعد حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ کا نمبر آتا ہے، جو بارہویں صدی میں گزرے ہیں اور منکرین میلاد ان پر بہت اعتماد کرتے ہیں۔ اور اپنی حدیث کی سند انہی سے جوڑتے ہیں۔ چشتی صابری سلسلے کے ایک معروف بزرگ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ تیرھویں صدی کے آخر اور چودھویں صدی کے آغاز میں گزرے ہیں جو منکرین میلاد کے متفقہ شیخ اور صاحبِ سلسلہ بزرگ ہیں۔ یہاں ہم صرف انہی تین بزرگوں کے اقوال نقل کرنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

(۱)۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں: اے اللہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے تیرے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں میرے تمام اعمال میں فسادِ نیت موجود رہتا ہے۔ مگر مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کی وجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ محفل میلاد کے موقع پر میں کھڑے ہو کر تیرے محبوب پر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت ہی عاجزی و انکساری، محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیبِ پاک ﷺ پر درود وسلام بھیجتا رہتا ہوں۔ اے اللہ وہ کونسا مقام ہے جہاں میلادِ پاک سے زیادہ تیری خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہو۔ اس لیے اے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بے کار نہ جائے گا۔ بلکہ یقینا تیری بارگاہ میں قبول ہوگا۔ اور جو کوئی درود وسلام پڑھے اور اس کے ذریعے دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہوگی (اخبار الاخیار صفحہ ۲۲۳ و ۲۲۴)۔

(۲)۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ: میرے والد ماجد حضرت شاہ عبد الرحیم علیہ الرحمہ ہر سوموار کے دن باقاعدگی سے میلاد مناتے تھے اور کھانے کی کسی چیز پر نیاز دلا کر تقسیم کر دیتے تھے۔ ایک مرتبہ گھر میں کچھ نہ تھا۔ والد ماجد نے بھنے ہوئے چنے لیکر ان پر ہی نیاز دلا دی اور تقسیم کر دیے۔ رات کو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ آپ ﷺ کے سامنے وہ چنے رکھے تھے۔ آپ ﷺ خوش ہو رہے تھے۔ (حاصل الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ)۔

(۳)۔ حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں خود محفل میلاد میں شریک ہوتا ہوں۔ بلکہ ذریعۂ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ صفحہ ۶، از حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ)۔

ان بزرگوں کے علاوہ بہت سے علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "اَلمیلادُ النبوی" لکھی ہے۔ علامہ سیوطی رحمہ اللہ نے "حَسنُ المَقْصَدِ فِیْ عَمَلِ المَوْلِدِ" لکھی ہے۔ ملا علی قاری رحمہ اللہ نے "اَلْمَوْرَدُ الرَّوِیُّ فِی المِیلادِ النَّبَوِیِّ ﷺ" لکھی ہے، اور غیر مقلدین کے ایک عالم نواب صدیق حسن خان بھوپالی نے "اَلشَّمَامَةُ العَنْبَرِیَّةُ فِیْ مَوْلِدِ خَیْرِ البَرِیَّةِ" لکھی ہے۔

میلاد منانے کے فوائد

(۱) خدا کا میلاد نہیں ہوسکتا، اور جس کا میلاد منایا جائے وہ خدا نہیں ہوسکتا۔ گویا میلاد منانے والے خدا کی توحید کا اعلان کرتے ہیں۔ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ۔

(۲) میلاد منا کر ہم اللہ کی نعمت کا شکر ادا کرتے ہیں۔

وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعَا لِلّٰہِ دَاعِ

(۳) میلاد منا کر ہم ختمِ نبوت کا اعلان کرتے ہیں۔ گویا ہم نے دامنِ مصطفی علیہ التحیۃ والثنا کو نہیں چھوڑا۔ الحمدللہ

(۴) میلاد منانے سے محبتِ رسول ﷺ میں اضافہ ہوتا ہے۔ اور جس کام سے محبتِ رسول ﷺ میں اضافہ ہوتا ہو وہ ناجائز نہیں ہوسکتا۔

میلاد پر اعتراضات کا ردّ

پہلا اعتراض:۔ میلاد منانا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ

جواب:۔ گزشتہ صفحات میں قرآن وسنت اور اقوال علماء ومشائخ علیہم الرحمۃ کو پڑھ لینے کے بعد میلاد کو بدعت کہنے کا کوئی جواز نہیں رہتا۔ ورنہ پھر شاہ عبدالحق، شاہ ولی اللہ، اور شاہ عبدالرحیم، حاجی صاحب، ابن جوزی، ملا علی قاری، اور علامہ سیوطی علیہم الرحمۃ کو بھی ضرور بدعتی کہہ دیجیے۔ صرف ہمیں بدعتی کہنے سے جان نہیں چھوٹے گی۔

ثانیاً: بدعت اس نئی چیز کو کہتے ہیں جس کی اصل اور بنیاد شریعت میں موجود نہ ہو۔ بخاری اور مسلم کے صاف الفاظ ہیں: مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْہُ فَھُوَ رَدٌّ یعنی جو نیا کام دین میں سے نہ ہو (مَا لَیْسَ مِنْہُ) وہ مردود ہے۔ یہ مَا لَیْسَ مِنْہُ منکرین میلاد کو دعوتِ فکر دے رہا ہے۔ ورنہ اجتہاد اور قیاس کا دروازہ بند ہوجائے گا۔ اسی اصول کے پیش نظر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نمازِ تراویح با جماعت پڑھی جاتی دیکھی تو فرمایا یہ اچھی بدعت ہے۔ نِعْمَ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ (بخاری جلد ا صفحہ ۲۶۹)۔

نیز محبوب کریم ﷺ نے فرمایا جس نے دین میں اچھا طریقہ رائج کیا اسے اسکا اجر ملے گا، اور اس پر عمل کرنے والوں کا بھی اجر ملے گا، اور جس نے برا طریقہ رائج کیا اسے اسکا گناہ ملے گا، اور اس پر عمل کرنے والوں کا گناہ بھی ملے گا۔ مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً الحدیث (مسلم ۱/ ۳۲۷ وابن ماجہ صفحہ ۱۸)۔

بدعت کی تعریف سمجھنے کے لیے کل بدعۃ ضلالۃ کے ساتھ مَا لَیْسَ مِنْہُ اور نِعْمَ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ اور مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً کو بیک وقت ملحوظ رکھنا، اور اجتہاد وقیاس کی اہمیت کو یاد رکھنا اور اباحتِ اصلیہ کو دماغ میں رکھنا ضروری ہے۔

دوسرا اعتراض:۔ بارہ ربیع الاول کے تاریخ ولادت ہونے پر امت کا اتفاق نہیں۔

جواب:۔ اکثر علماء ومورخین کا قول ۱۲ ربیع الاول کا ہے۔ لیکن تاریخ میلاد خواہ کچھ بھی سہی۔ تاریخ کی حتمیت کا نفسِ میلاد سے کوئی تعلق نہیں۔ اگر آپ کی اپنی نیت صحیح ہے تو آپ اسی تاریخ کو میلاد منا لیا کریں جو

تاریخ آپکے نزدیک درست ہے۔ لیلۃ القدر بلاشبہ ایک پوشیدہ رات ہے اور ۲۷ رمضان کے لیلۃ القدر ہونے پر امت کا اتفاق ہرگز نہیں۔ پھر بھی تقریباً تمام اہل اسلام اور آپ خود بھی اسی رات کو شب بیداری کرتے ہیں اور کوئی نہیں کہتا کہ اس تاریخ پر اتفاق نہیں تم ایک فضول کام کر رہے ہو۔ اسی طرح قبلہ کی سمت معلوم نہ ہو تو تحری (اندازے) سے نماز پڑھ لینا جائز ہے۔ خواہ بعد میں معلوم بھی ہو جائے کہ نماز قبلہ رُخ نہیں پڑھی گئی۔ بہرحال نماز ہو جاتی ہے۔ تو پھر تاریخ میلاد کا حتمی یقینی اور اسکا متفقہ ہونا کیونکر ضروری ہے۔

تیسرا اعتراض:۔ یہی دن نبی کریم ﷺ کی وفات کا بھی دن ہے۔ اس دن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ پھر اس دن خوشی منانا کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

جواب:۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس دن کے تاریخ وفات ہونے پر مسلمانوں کا اتفاق نہیں۔ بلکہ علماء نے لکھا ہے کہ حجۃ الوداع کے دن جمعہ تھا، اس لحاظ سے ذی الحج کی پہلی تاریخ کو جمعرات بنتی ہے، اب اگر اس کے بعد ربیع الاول تک کے سارے مہینے تیس تیس دن کے لگائے جائیں، خواہ انتیس انتیس دن کے لگائے جائیں یا خواہ ایک مہینہ تیس کا اور ایک انتیس کا لگایا جائے، ہر لحاظ سے بارہ ربیع الاول کو سوموار کا دن نہیں بنتا لَا یَتَصَوَّرُ وُقُوعُ وَفَاتِهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ ثَانِیْ عَشَرَ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ مِنْ سَنَةِ اِحْدٰی عَشَرَةَ (البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۷۸)۔ آپ کو تاریخ میلاد پر عدم اتفاق بخوبی نظر آ گیا۔ مگر تاریخ وفات شریف پر عدمِ اتفاق کیوں نظر نہیں آیا۔ اور اگر یہی وفات کا دن ہے تو پھر کیا ہوا۔ آپ چاہتے کیا ہیں۔ کیا اس دن ماتمی جلوس نکالنے کا پروگرام ہے؟ ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اس مصیبتوں کے پہاڑ والے دن آپ اکیلے ہی کسی بند کمرے میں ماتم فرما لیا کریں۔ باہر اگر لوگوں نے آپ کا فتویٰ سن لیا یا ماتم کرتے ہوئے دیکھ لیا تو آپ کی جماعت کی بڑی رسوائی ہوگی۔ ہاں اگر آپ ہماری تحقیق جاننا چاہتے ہیں تو عرض ہے کہ ہمیں خوشی منانے کا حکم دیا گیا ہے (فَبِذٰلِكَ فَلْیَفْرَحُوْا۔ یونس: ۵۸) اور غم کو دبانے کا حکم دیا گیا ہے۔ (وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ۔ البقرہ: ۱۵۵) لہٰذا اگر غم اور خوشی اکٹھے آ جائیں تو خوشی منا لینا اور غم نہ منانا شریعت کے عین مطابق ہے۔

محبوب کریم ﷺ نے فرمایا: حَیَاتِیْ خَیْرٌ لَّكُمْ . . . وَ مَوْتِیْ خَیْرٌ لَّكُمْ الحدیث یعنی میری حیات بھی تمہارے لیے بھلائی ہے، مجھ پر آسمان سے وحی نازل ہوتی ہے، اور میں تمہیں حلال اور حرام بتاتا ہوں اور میری وفات بھی تمہارے لیے بھلائی ہے، مجھ پر تمہارے اعمال ہر جمعرات کو پیش ہوں گے، تمہارے اچھے اعمال دیکھ کر میں اللہ کا شکر ادا کروں گا، اور تمہارے گناہ دیکھ کر اللہ سے استغفار کروں گا (الوفا صفحہ ۸۱۰)۔ قال الہیثمی رجالہ رجال الصحیح

نیز فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ اِذَا اَرَادَ رَحْمَةَ اُمَّةٍ مِّنْ عِبَادِهٖ قَبَضَ نَبِیَّهَا قَبْلَهَا فَجَعَلَهٗ فَرَطًا وَّ

سَلفاً بَیْنَ یَدَیْھَا یعنی جب اللہ کسی امت پر بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اسکے نبی کو امت سے پہلے اپنے پاس بلا لیتا ہے، اور اسے امت کیلئے امت کے آگے آگے فائدہ مند بنا دیتا ہے (مسلم حدیث: ۵۹۶۵)۔

چوتھا اعتراض:۔ کسی مستحب یا مباح کام کے لیے دن مقرر کر لینا جائز نہیں۔

جواب:۔ نبی کریم ﷺ ہر پیر کو اپنے میلاد کا روزہ رکھتے تھے (مسلم ۱/۳۶۸)۔ اب فرمایئے حضور ﷺ نے ایک دن مقرر فرما لیا تھا کہ نہیں؟

آپ ﷺ جب مدینہ شریف میں ہجرت فرما ہوئے تو دیکھا کہ یہودی دس محرم کو روزہ رکھتے ہیں۔ معلومات لینے پر پتا چلا کہ یہ لوگ فرعون سے آزادی کا دن مناتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہم زیادہ حق رکھتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آزادی کا دن منائیں۔ لہٰذا آپ ﷺ نے خود بھی اس دن کا روزہ رکھا اور صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو بھی اس کا حکم دیا (بخاری ۱/۲۶۸ و مسلم ۱/۳۵۹)۔

اس حدیث کے ساتھ آیتِ قرآنی وَ ذَکِّرْھُمْ بِاَیّٰمِ اللّٰہِ (ابراہیم: ۵) کو یاد رکھنے سے محققین کو یقیناً انشراحِ صدر ہوگا۔

اب فرمایئے حضور ﷺ نے ۱۰ محرم کا دن مقرر رکھا یا نہیں؟ نیز میلاد تو بہت بڑی چیز ہے۔ اس حدیث سے تو یومِ آزادی منانے کا بھی جواز ثابت ہو رہا ہے۔

پانچواں اعتراض:۔ میلاد کے دن کو عید کہنا جائز نہیں اور جس دن عید ہو اس دن روزہ نہیں رکھا جاسکتا۔

جواب:۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن کو اللہ نے مسلمانوں کیلئے عید کا دن بنایا ہے (ابن ماجہ صفحہ ۷۷)۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک یہودی نے کہا کہ تمہارے قرآن کی یہ آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ اگر ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن عید مناتے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا (تم ایک عید کی بات کرتے ہو) اس دن ہماری دو عیدیں تھیں۔ ایک تو وہ جمعہ کا دن تھا اور دوسرے وہ عرفہ کا دن تھا (ترمذی و مشکوٰۃ صفحہ ۱۲۱)۔

معلوم ہوا کہ عید کے لفظ پر کوئی ایسی پابندی نہیں جس کی وجہ سے میلاد شریف کے دن کو عید میلاد النبی ﷺ کا دن نہ کہا جاسکے۔ اور اگر آپ کی وہی تحقیق ہے جو سوال میں مذکور ہے تو پھر رمضان شریف میں آنے والے ہر جمعہ کا روزہ ترک فرما دیا کریں کہ وہ عید کا دن ہوتا ہے۔

چھٹا اعتراض:۔ مجلس میلاد کی ابتداء ساتویں صدی میں ایک بدکردار بادشاہ ابوسعید مظفر الدین، شاہِ اربل نے کی۔ علامہ ذہبی، ابن خلکان، سیوطی اور ابن جوزی نے اس بادشاہ کو فضول خرچ، رقاص، گانے بجانے والا لکھا ہے (عید میلاد النبی ﷺ کی حقیقت صفحہ ۶،۵)۔

جواب: ۔اولاً آپ نے محفل میلاد کو ساتویں صدی کی ایجاد مان لیا ہے۔الحمد للہ محفل میلاد کی تاریخ آٹھ سو سال پرانی نکل آئی ورنہ عوام تو یہی سمجھ رہے تھے کہ یہ چودھویں صدی کے ہندوستانی مسلمانوں کی ایجاد ہے۔

ثانیاً: آپ نے ذہبی، ابنِ جوزی، ابن خلکان اور سیوطی کی کتابوں کے حوالے نہیں دیے۔

ثالثاً: علامہ ابنِ جوزی کی تاریخ وفات ۵۹۷ ہجری ہے جو ان کی کتاب الوفا کے پہلے صفحہ پر مرقوم ہے۔اور آپ نے خود لکھا ہے کہ مجلس میلاد کی ابتدا فلاں بادشاہ نے ساتویں صدی میں کی۔فرمایئے یہ علامہ ابن جوزی فوت ہو جانے کے بعد حاضر ناظر کیسے ہو گئے۔اور آ کر اس بادشاہ کے بارے میں کتاب کیسے لکھ گئے۔اور اگر اس سے مراد سبطِ ابن جوزی ہے تو آپ کو اس کی تصریح کرنا چاہیے تھی۔

مولانا عبد الحی لکھنوی فرماتے ہیں کہ ذہبی کی اولیاء اور صوفیاء کے خلاف کسی بات کا کوئی اعتبار نہیں (الرفع والتکمیل صفحہ ۳۱۰)۔اس کے علاوہ انہوں نے اسی کتاب میں ابن جوزی اور ابن تیمیہ کو بھی غیر معتبر قرار دیا ہے۔

رابعاً: علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب ''حسن المقصد فی عمل المولد'' میں اس بادشاہ کا بڑی شان وشوکت اور ٹھاٹھ باٹھ کے ساتھ میلاد منانا لکھ کر اسے سراہا ہے اور اپنی مذکورہ کتاب میلاد کو جائز ثابت کرنے کیلیے لکھی ہے۔وہ اس کتاب میں مظفر الدین کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: اَحَدُ الْمُلُوْکِ الْاَمْجَادِ وَ الْکُبَرَ آءِ الْاَجْوَادِ وَ کَانَ لَہٗ آثَارٌ حَسَنَۃٌ یعنی وہ بڑی شان والا بادشاہ اور بڑا سخی امیر تھا اور اس کے اعمال نیک تھے (الحاوی للفتاویٰ ۱/۱۸۹)۔

آگے علامہ ابنِ کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول نقل فرماتے ہیں: کَانَ یَعْمَلُ الْمَوْلِدَ الشَّرِیْفَ فِیْ رَبِیْعِ الْاَوَّلِ وَیَحْتَفِلُ بِہٖ اِحْتِفَالاً ھَائِلاً وَ کَانَ شَھْماً شُجَاعاً بَطَلاً عَاقِلاً عَادِلاً رَحِمَہُ اللّٰہُ وَ اَکْرَمَ مَثْوَاہُ یعنی وہ بادشاہ ربیع الاول میں میلاد شریف منایا کرتا تھا۔اور زبردست محفل منعقد کرتا تھا اور وہ بڑا ذہین، دلیر، عقل مند، عالم اور عادل انسان تھا۔اللہ کی اس پر رحمت ہو اور اس کا ٹھکانا جنت ہو (الحاوی للفتاویٰ ۱/۱۸۹)۔اسکے بعد علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے سبط ابن الجوزی اور ابن خلکان کے اقوال بھی اپنے موقف کی تائید میں نقل کیے ہیں۔اور ابنِ خلکان نے اس عالم کو بھی سراہا ہے جس نے میلاد شریف کے حق میں کتاب لکھ کر بادشاہ کو پیش کی تھی۔ کَانَ مِنْ اَعْیَانِ الْعُلَمَاءِ وَ مَشَاھِیْرِ الْفُضَلَاءِ (الحاوی للفتاویٰ ۱/۱۹۰)۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے اس بادشاہ کو سراہتے ہوئے لکھا ہے: وَیَعْمَلُ لِلصُّوْفِیَۃِ سِمَاعاً۔یعنی وہ صوفیاء کیلیے محفل سماع منعقد کرتا تھا۔آپ نے اس کا ترجمہ گانا بجانا کر دیا ہے۔علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے: وَیَرْقُصُ بِنَفْسِہٖ مَعَھُمْ یعنی وہ خود صوفیاء کے ساتھ جھومتا اور وجد کرتا تھا۔اسی لحاظ سے ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے لَعِبَتِ الْحَبْشَۃُ والی حدیث میں لعبت کا ترجمہ رقصت

لکھا ہے۔ مگر آپ نے نہایت بدگمانی سے کام لیتے ہوئے اس سے ''ناچنا'' مراد لیا ہے۔ اور علامہ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے کہ وہ بادشاہ میلاد پر لاکھوں دینار خرچ کرتا تھا۔ آپ نے انفاق فی سبیل اللہ کو فضول خرچی کہہ دیا ہے۔ حالانکہ وہ بادشاہ اتنا محتاط شخص تھا کہ اس کی قمیض کی قیمت پانچ درہم سے بھی کم ہوتی تھی۔ ایک مرتبہ اس کی بیوی اس بات پر اس سے جھگڑ پڑی تو اس نے کہا کہ ''قیمتی لباس پہن کر فقیروں اور مسکینوں کو دھکے دینے سے بہتر ہے کہ میں پانچ درہم کا کپڑا پہن لوں اور باقی دولت اللہ کی راہ میں خیرات کردوں'' (الحاوی للفتاوی ۱/۱۹۰)۔

خامساً: اگر بالفرض وہ بادشاہ بدکردار ہی تھا تو پھر کیا ہوا؟ عین ممکن ہے یہی محافل میلاد اس کی بخشش کا سبب بن جائیں۔ اگر ابولہب کو میلاد منانے کا فائدہ ہوسکتا ہے تو ایک مسلمان کو فائدہ کیوں نہیں ہوسکتا۔ خواہ لاکھ برا سہی۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرا کوئی عمل ایسا نہیں جسے میں اللہ کی بارگاہ میں پیش کرسکوں سوائے میلاد منانے کے (حاصل اخبار الاخیار صفحہ ۲۴۷)۔

منکرین میلاد کے اعتراضات کے جوابات آپ نے ملاحظہ فرمائے۔ اب کوئی ان حضرات سے بھی پوچھے کہ حکومت کے خلاف جلوس نکالنا، احتجاجی جلسے اور جلوس، غیر مسلموں کے خلاف جلوس اور مختلف سڑکوں پر دھرنے مار کر بیٹھنا کہاں سے ثابت ہے۔ آپ کے اپنے بزرگوں کے ایصال ثواب کیلئے برسیاں منانا کہاں سے ثابت ہے۔ مدارس کے سالانہ جلسے کہاں سے ثابت ہیں اور ان کیلئے دن مقرر کر لینے کا کیا جواز ہے۔ اور یہ آپکے کسی مرکزی مدرسے کی صد سالہ اور ڈیڑھ سو سالہ تقاریب کا کیا ثبوت ہے، اور اسکی تاریخ مقرر کرنا کہاں سے ثابت ہے۔ اور یہ جو آپ میلاد کی بجائے سیرت کے جلسے منعقد کرتے رہتے ہیں، انکا کیا ثبوت ہے۔ کیا نبی کریم ﷺ یا خلفاء راشدین سمیت تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان، تابعین، تبع تابعین الخ ان تمام ہستیوں میں سے کسی سے ثابت ہے جنکے ناموں کی فہرست آپ میلاد کے ثبوت کا مطالبہ کرتے وقت ہمارے سامنے رکھ دیتے ہیں۔ براہِ کرم غور فرمایئے کہ جو کام آپ خود کریں وہ جائز ہے اور اگر ہم کریں تو وہ ناجائز کیسے ہے۔ ہم سے قرآن وسنت میں سے کہیں تصریحات مانگی جائیں اور کہیں اشارے طلب کیے جائیں۔ جبکہ آپکے اپنے پاس ایسی کوئی بھی دستاویز موجود نہ ہو۔ انصاف باید

انتباہ اولاً: شب قدر کی نسبت شبِ میلاد عبادات ونوافل کی زیادہ حق دار ہے کہ اس رات کو وہ ہستی تشریف لائی جن کے صدقے سے اہل اسلام کو لیلۃ القدر نصیب ہوئی لہٰذا تمام اہل اسلام سے درخواست ہے کہ اس رات کو جاگا کریں اور کثرت سے عبادت کیا کریں۔

ثانیاً: جلوسِ میلاد میں مسجد نبوی شریف علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام کی شبیہ اس طرح بنا کر نکالنا جس طرح روافض تعزیہ نکالتے ہیں، درست نہیں۔ اس کام میں دیگر خرابیوں کے علاوہ ایک نمایاں خرابی یہ ہے کہ اس میں روافض سے مشابہت پائی جاتی ہے۔

ثالثاً: محافل میلاد یا جلوس میں شریعت کے خلاف کوئی حرکت کرنا مثلاً ناچ گانا وغیرہ سخت منع ہے۔ ایسی

حرکت کرنے والا گناہگار ہے۔علماء پر لازم ہے کہ ایسے لوگوں کو منع فرمائیں اور ہم نے بھی مذکورہ الفاظ کے ساتھ منع کر دیا ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ سرے سے میلاد کا ہی انکار کر دیا جائے۔ جس طرح اگر کوئی شخص مسجد میں شرارت کرے یا بچے نماز میں شرارت کریں تو نماز بند نہیں کر دینی چاہیے اور مسجد کو تالا نہیں لگا دینا چاہیے۔ بلکہ شرارت کرنے والوں کو منع کرنا چاہیے۔ پسو کی خاطر کمبل کو نہیں جلایا کرتے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلاَّ الْبَلَاغ

صلی اللہ علیٰ محمد و آلہٖ وسلم